www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

دورِ ابتلاء اور اسوۂ براہیمی

آج کل پورا عالم اسلام، خاصکر "براہیمی سرزمین" ابتلاء اور محن کے ایک ایسے دور سے گذر رہی ہے جو حوصلہ شکن بھی ہے اور غضب الٰہی کا غماز بھی۔ یوں دکھائی دیتا ہے کہ پوری "غیر مسلم دنیا" چاروں طرف سے "مسلم دنیا" کے گرد گھیرا ڈالنے میں مصروف ہے تاکہ کوئی بھی اس کی مدد کو نہ پہنچ سکے، اپنے نہ پرائے۔ اور اندر ہی اندر اس کا دم گھٹ کر رہ جائے۔

یہ نرغہ اور یہ ابتلاء، آج سے تقریباً پونے چار ہزار سال پہلے بھی شروع ہوا تھا۔ ہم تو آج تقریباً ستر کروڑ ہیں، اس وقت صرف ایک بندۂ خلیل تھا۔ ہمیں آج اپنے تو کم از کم کندھا دینے کو آ ہی جاتے ہیں اس وقت جو اپنے تھے وہ سب سے بڑے دشمن بھی تھے ——— لیکن ہمیں شکستوں پر شکستیں آ رہی ہیں اور وہ ایک فاتح کی حیثیت سے سارے سنسار پر بھاری ہو رہے تھے، ہمیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دنیا کی ہر چیز، ابر و باد ہوں یا شجر و حجر، انسان ہوں یا حیوان، پانی ہو یا آگ، سبھی ہمیں کھانے اور مٹانے کو دوڑتے ہیں۔ لیکن ساری کائنات ارضی میں رب کے ایک خلیل جلیل کی مدد کو پہنچنے کے لیے جاندار بھی بے چین ہیں اور بے جان بھی، پرندے ہوں یا فرشتے، آگ ہو یا ایندھن، سبھی پہرے دار بن کر آ حاضر ہوئے ہیں۔ ہم آگ و خون میں لت پت ہو رہے ہیں مگر وہاں "نار گلزار" ہو رہی ——— مقام غور ہے کہ آخر وہ ایسی کیا بات اور کیا اقدار تھیں جن کی وجہ سے ہم دونوں ایک دوسرے سے متضاد انتہاؤں پر چلے گئے ہیں۔ وہ آگ میں پڑ کر لالہ زار اور ہم لالہ زاروں میں رہ کر ذلیل و خوار ——— ہم میں سے کسی ایک پر بن جائے تو عرب و عجم کا ہر فرد مسلم تڑپ اٹھتا ہے اور مدد کرنے کو دوڑتا ہے مگر وہاں حالت یہ تھی کہ: باپ مخالف، برادری مخالف، شہر مخالف، ملک مخالف، عراق اور مصر جیسی نمرودی اور فرعونی سپر طاقتیں مخالف، حضر مخالف، سفر مخالف، گھر مخالف، در مخالف لیکن عالم یہ ہے کہ آنکھیں بچھا رہی ہے۔ دشمن ہے تو تحائف پیش کرنے پر مجبور ہے۔ آخر قصہ کیا ہے؟ بات بھائی صاف ہے: ان کا دل نہ صنم خانہ تھا اور نہ بتکدہ بلکہ ان کا دل بے داغ تھا۔ (قَلْبٍ سَلِيمٍ ۸۴/۳۷)

جو دوئی کے ہر تصور سے پاک تھا۔ (حَنِيفًا ۷۹/۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدا کے بارے میں غیر متزلزل یقین رکھتے تھے (مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ ۶/۷۵)
ان کے سارے سفرِ حیات کی منزل ذاتِ الٰہی تھی (اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ۲۹/۲۶)
جور و قصور کے لیے نہیں بلکہ رہنمائی کے حصول کے لیے اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۳۷/۹۹)
نہ آل و اولاد کے تن و توش کے لیے بلکہ وہ اس کی راہ میں ان کو قربان کرتے تھے۔ (ذِبْحٍ عَظِیْمٍ)
اقتدار کے نشہ میں دھت اور دولت و سیاست کے دیوتاؤں کی یک وقتی اور جھوٹی گردش سے تعبیر کیا کرتے تھے، اس لیے سب سے بڑے زوال پذیر ستاروں سے کبھی مرعوب نہیں ہوئے تھے،
اور نہ مظاہرِ قدرت سے کبھی غلط متاثر ہوئے (لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ ۶/۷۶)
بلکہ حق کے معاملہ میں حد درجہ غیور تھے اس لیے باطل جب کبھی سامنے آیا تو پوری قوت کے ساتھ اپنی ضربِ کاری سے اس کو پاش پاش کر ڈالا: (فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ ۳۷/۹۳)
اور جس بھی میدان میں اسے ڈالا گیا، پاس رہے، پاؤں میں لغزش آئی نہ قلب و نگاہ کے طور بدلے:

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ (۲/۱۲۴)

اس لیے بالآخر آواز آئی، جہاں دنیا کی امامت اور قیادت لے لو: (اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ۲/۱۲۴)
باقی رہے دوسرے، فرمایا: جو بے وفا ہیں ان کے لیے کوئی وعدہ نہیں:

لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ (۲/۱۲۴)

اگر ہم یہ کہیں کہ آج یہ ساری رسوائی خدا سے ہماری اس بے وفائی کا نتیجہ ہے تو اس میں قطعاً مبالغہ نہ ہوگا وہ اپنے آقا سے وفا کر کے خلیل ہوئے اور ہم اس سے بے وفائی کر کے ذلیل ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بت شکن اٹھ گئے باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا براہیم پدر، اور پسر آذر ہیں

اقبال کہتا ہے کہ یہ رونے دھونے کیسے؟ اپنے کو دیکھو کہ تم کیا ہو؟

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود — ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود — یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

بہرحال ہم سے جو معاملہ کیا جا رہا ہے، وہ ایک باوفا مسلمان سے نہیں کیا جا رہا بلکہ بے وفا مسلمان سے ہو رہا ہے اگر چاہتے ہو کہ پھر سے وہ اپنے فیضان کو آپ کے لیے عام کرے تو پھر اسوۂ براہیمی آپ کے سامنے ہے اگر آپ کے ہاتھوں اس کی تجدید [illegible] ان شاء اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی سربراہی کانفرنس

پورا عالم اسلام، فوجی اہمیت کا علاقہ ہے۔ مالی وسائل کے اعتبار سے سونے کی چڑیا اور روحانی لحاظ سے عظیم انبیاء، صحابہ، صلحاء اور اتقیاء کا مسکن ہے ——— مگر افسوس! مدتوں سے اب یہ صرف "چڑیا" ہو کر رہ گیا ہے ———

فوجی اہمیت کا علاقہ ہونے کے باوجود مجاہدانہ اسلامی اسپرٹ، کیرکٹر اور عشق سے تہی دامنی اسے کھا گئی ہے۔ ملی انتشار، ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی جداگانہ ریاستوں کی تخلیق، ملت فروش حکمرانوں کا غلبہ، اسلامی مستقبل سے بے نیاز اور ریلائے اقتدار کے مجنونوں کے تسلط اور غیر وفاقی ذہن کے افراد کے غلبہ نے ہمیں اور ذلیل کیا۔

اس کا مداوا یہ ہے کہ:

اسلامی اقدار زندگی اور نبوی طرز ریاست کے احیاء کی مخلصانہ کوشش کی جائے اور عالم اسلام کی چھوٹی چھوٹی سبھی ریاستوں کو ایک ایسے "وفاقی نظام" میں منسلک کیا جائے جس میں ان کے جداگانہ تشخص کے باوجود "سیاسی حکمت عملی" ملی وحدت کے تابع ہو۔

جدید اسلحہ کے سلسلے میں خود کفیل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اپنے وسائل کو یکجا کیا جائے اور اسلحہ سازی کے لیے مختلف ریاستوں میں اسلحہ ساز فیکٹریاں قائم کی جائیں اور اپنے اپنے حصص اور ضرورت کے مطابق ممبر ملکوں میں ان کو تقسیم کیا جائے ——— لیکن موقع و محل کے لحاظ سے ایک دوسرے کے لیے حاصل کرنا آسان ہو۔

دفاع کے معاملہ میں یکسانیت پیدا کی جائے اور اس کو اتنے طاقت ور بلاک کی شکل دی جائے جسے عہدِ حاضر کی عظیم طاقتوں کے لیے نظر انداز کرنا آسان نہ ہو۔ اگر مسلم چاہیں تو یہ بات کچھ زیادہ دشوار بھی نہیں ہے۔ عالم اسلام کی اپنی وفاقی عدالت یا یو۔ این۔ او ہو جہاں ان کے باہمی جھگڑوں کا تصفیہ کیا جا سکے اور جس کی طرف ہمارے لیے رجوع کرنا آسان ہو۔

خارجہ پالیسی: اپنے "وفاقی ادارہ" کی معرفت متعین کی جائے جس کی عالم اسلام کی سب ریاستیں سختی سے پابندی کریں ——— اور اسی وفاقی ادارہ سے آزاد یا باغی ہو کر کسی ریاست کو غیر ممالک سے روابط استوار کرنے کی مجاز نہ ہو ——— اور کوشش کی جائے کہ ہر سال اسی وفاقی ادارہ کا چیئرمین باری باری ممبر ملکوں سے منتخب کیا جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفاقی نظام میں صرف قرآن وسنت کے دستور کو بنیادی حیثیت حاصل ہو۔ اور ہر ممبر ملک کے لیے یہ ضروری ہو کہ وہ بتدریج اپنے ملک میں اس کو نافذ کرے اور اسلامی اقدارِ حیات کو فروغ دے تاکہ ایک ایسا اسلامی وفاقی معاشرہ وجود میں آجائے جو آئندہ چل کر ملتِ اسلامیہ کی ملی وحدت کے لیے مضبوط اساس بن سکے اور مسلم کو اسلامی طرزِ حیات کی برکات اور رحمتوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی نصیب ہو جائے۔

ایک اپنی عالمی خبر رساں ایجنسی کا بھی اہتمام ہونا چاہیے تاکہ اپنی خبریں غیروں کی دروغ آشنا زبان سے سننے کی بجائے اپنی کہانی اپنی زبانی مسلم کی جا سکے ۔ غیروں نے ہمیشہ توڑ موڑ کر ہماری خبروں کو پیش کیا ہے جن کی وجہ سے ہم باہم ایک دوسرے سے بدگمان رہے ہیں اور ایک دوسرے کو سمجھنے کے بجائے دفع کرنے کے موڈ میں رہے ہیں۔

اسلامی سربراہی کانفرنس ہی مندرجہ بالا مقاصد کے احیاء اور استحکام کے لیے ایک سازگار فضا مہیا کر سکتی ہے۔ بہر حال ہمارے نزدیک یہ سب جزئیات ہیں، بنیادی اساس وہ عظیم تر وفاق کا قیام ہے جس میں یہ سارے مقاصد بآسانی طے ہو سکتے ہیں۔

قرآنی نقطۂ نظر سے ہم اس امر کے پابند ہیں کہ ہم اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور اپنی انفرادی حیثیت کو برقرار رکھتے ہوئے ایک ایسے عظیم تر وفاق کی بنیاد ڈالیں جس میں منسلک ہونے کے بعد کوئی ممبر ملک اپنے کو تنہا تصور نہ کرنے پائے اور نہ علیحدگی کا احساس اسے کسی احساسِ کمتری میں مبتلا کر سکے!

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا ؕ مل کر اللہ کی رسی کو تھام لو۔

یہ رسی وہ دھاگہ ہے جس میں موتیوں کی لڑی کی طرح ہمارا ہر فرد اور ہماری ہر جمعیت ایک سلیقہ کے ساتھ منسلک ہو رہے اور یہ ہار ہم سب کے لیے سرمایۂ افتخار ہو اور سب کے گلے کا ہار بن کر رہے۔

ملی وحدت کو رسی کہنے سے غرض ہی یہ ہے کہ اس میں منسلک ہونے کا سبب تصور کر لیں ـــــ یا یہ ایک ٹیم کی طرح مجتمع ہو کر ایک ساتھ رسی کو تھام لیں اور تنازع للبقاء کی اس "رسہ کشی" میں ساری دنیا سے بازی لے جائیں۔ دنیا کی امامت آپ کے ہاتھ میں ہو کیوں کہ آپ کی امامت کے بغیر دنیا کو دنیا استعمال تو کر سکتی ہے، اسے کچھ دے نہیں سکتی ـــــ دنیا سب سے مظلوم ہے۔ اس کے دامن میں دولتِ دین ہے نہ دنیا۔ اس کو بچانا صرف مسلم کے بس کا روگ ہے:۔

وان تولیت فان علیک اثم الاریسیین (بخاری بنام ہرقل)

ورنہ اپنی جواب دہی کے علاوہ پوری دنیا کا گناہ بھی آپ کے ذمہ ہو گا۔ اگر آپ نے دامنِ دین تھام کر دنیا کو بھی تھام لیا تو اللہ آپ کو اس کا دگنا اجر دے گا۔

اسلم تسلم یوتک اللہ اجرک مرتین (بخاری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز زبیدی وار برٹن

قسط (۵)

التفسیر والتعبیر

تفصیل

گو ان سب کا حاصل ایک جیسا ہے تاہم ان میں ایک گونہ تنوع بھی پایا جاتا ہے۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ مختصراً اس کا بھی ذکر ہو جائے تو قلب و نگاہ پر مہر اور پردے والی بات بھی مزید واضح ہو جائے زیادہ یہ تفصیل حضرت امام ابن القیم (ف ۷۵۱ھ) کی کتاب "شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والحکمۃ والتعلیل" (ص۹۲ تا ص۱۰۱) سے ماخوذ ہے اور کچھ مفردات راغب سے۔ ان کے علاوہ اگر کوئی اور کتاب ہوگی تو اس کا حوالہ ضرور دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ، ہاں یہ سبھی کچھ بطور ماحصل اور تلخیص کے ہوگا۔ من وعن ترجمہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہاں اس کی اتنی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن تشریحی اور توضیحی پہلو نمایاں ہوگا

۱۔ ان میں سے بعض کا تعلق براہِ راست دل سے ہے جیسے ختم، طبع، قفل وغیرہ۔

۲۔ بعض وہ ہیں، جو دل تک رسائی کا واسطہ اور ذریعہ ہیں جیسے صمم اور وقر۔

۳۔ کچھ وہ ہیں جو اس سلسلے کے مقدمات کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسے عمی اور غشاوہ۔

۴۔ اور کچھ وہ ہیں جن کا تعلق دل کے ترجمان اور قاصد سے ہے جیسے بکم نطقی۔

ہاں یہ یاد رہے یہ سب حقائق ہیں مجاز اور استعارے نہیں ہیں کیونکہ بات موقع محل کی ہے، جس محل پر جو بات کہی گئی ہے، اس کی وہی حقیقت ہے ——— دراصل یہ نظریہ شیخین (ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ) کا خاص نظریہ ہے، کیونکہ وہ قرآن میں مجاز کے قائل نہیں ہیں۔

ختم اور طبع

ڈھانپ لینا اور یوں بھینچ جانا کہ باہر سے کوئی شے اندر داخل نہ ہونے پائے "ختم اور طبع" ہے لیکن اس فرق کے ساتھ کہ اگر یہ صفت فطرتِ ثانیہ بن جائے تو اسے "طبع" کہتے ہیں۔ گویا کہ بہیمیت اور نفسانی خواہشات اور بعض مصالحِ عاجلہ یوں بھینچ جاتے ہیں کہ ان کو چاک کر کے حق کا ان کے قلب میں داخل ہونا ناممکن ہو جاتا ہے۔

اَکِنّہ: اس سے وہ ترکش اور غلاف مراد ہیں جن کی لپیٹ میں دل آجاتے ہیں، یعنی دل ان اغراض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ